چند مزید خطوط

مولانا سندھی مرحوم کے خطوط مرتب کیے جا چکے تھے کہ چند خطوط اور دستیاب ہو گئے یہ خطوط مولانا مسعود عالم ندوی اور مرد درشاہ گیلانی کے نام ہیں۔ مولانا مسعود اور گیلانی کے نام میرے پاس نکل آئے۔ یہ تعداد میں کل سات خط ہیں۔ ان میں اوّل الذکر کے نام ایک خط مولانا سندھی کی جانب سے ان کے سیکرٹری بشیر احمد (لودھیانوی) کے قلم سے ہے۔

مولانا سندھی مرحوم کے یہ خطوط نہایت اہم علمی مطالب سے پُر اور فکر انگیز ہیں اور اس امر کے متقاضی کہ ان کے پس منظر پر مفصل روشنی ڈالی جائے اور ان کی علمی و فکری اہمیت کو اُجاگر کیا جائے۔ لیکن قلتِ صفحات کی مجبوری سے اس ذکر کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن میں ضرور رکھنی چاہیے کہ مولانا سندھی مرحوم کی تصنیف "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" شایع ہوئی تو مسعود عالم ندوی نے اُس پر سخت تنقید لکھی جو معارف اعظم گڑھ میں شایع ہوئی تھی۔ اس زمانے میں اِن خطوط کے ذریعے مولانا مرحوم نے فاضل نقاد کی بعض غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ فاضل نقاد نے اِن کے مطالب پر توجہ نہیں فرمائی اور وہ برابر اس موقف پر قائم رہے کہ اگر مولانا سندھی مرحوم سکھ ہوتے تو اتنے بُرے نہ ہوتے اور سکھ ہوتے ہوئے وہ اسلام کو اتنا نقصان نہ پہنچا سکتے۔

ایم۔ اے۔ شاہد

(۱) مولانا مسعود عالم ندوی

محترم المقام مولانا مسعود عالم صاحب! زید مجدہٗ

سلام مسنون! "معارف" کے دونوں نمبر آج ملے۔ ہماری سیاست میں ایسے حالات پیش آتے رہے کہ ہمارا سیاسی فکر بدل گیا، اسے ہم نہیں چھپاتے۔ کاش ہمارے دوست ہم سے اسباب انقلاب بھی سن سکتے۔ افسوس ہے کہ وہ معاملات ہم لکھوا نہیں سکتے۔ اس کے بعد ان کی رائے سے ہمیں شکایت نہ ہوتی۔ آپ براہ مہربانی شیخ عبدالحق بنارسی کا ترجمہ "سلسلۃ العسجد" میں دیکھ لیں جو نواب صاحب نے سلسلۂ اسانید سے آخر میں ذکر کیا ہے۔

ان کے اخراج کا واقعہ ایک رسالہ میں چھپا ہوا ہم نے مکہ معظمہ میں پڑھا تھا، وہ رسالہ مولانا احمد سعید کے خاندانی کتب خانے میں موجود ہے ۱۸۵۷ء سے پہلے کا مطبوع ہے۔ شاہ عبدالغنی کی اس پر مہر ہے۔ شاہ اسحاق قدس سرہ کے فتاوے بھی اس میں درج ہیں اور سید محمد علی رامپوری کا مختصر بیان بھی مذکور ہے۔ اگر کہیں سے مل سکے تو اسے ضرور دیکھیے، ہمارا یہ فقرہ "کمپنی بہادر کی ڈپلومیٹک سازش" آپ غلط محل پر لے گئے۔ اس قدر بدگمانی نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ اس میں اس واقعے کی طرف اشارہ مقصود تھا جو مولانا حمیدالدین مرحوم سے ہم نے سُنا تھا کہ ان کے اطراف کے کوئی ملازم کمپنی سرحد میں گئے اور مجاہدین اور

افغانوں میں نفاق کا بیج بو آئے، مگر جب انھیں معلوم ہوا کہ مجاہدین مع اپنے سرداروں کے شہید ہو گئے۔ تو وہ اپنے آپ کو الٹا بندھواتے اور کوڑوں سے پٹواتے۔ یہ عمل وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد مسلسل جاری رکھتے رہے۔

زیدیہ اثنا عشری کی طرح نہیں۔ مگر وہ شورائی حکومت نہیں برداشت کرتے۔ امام خصوصی خاندان سے ہونا چاہیے۔ ہمارا زمانہ اس سیاست کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ان مسائل میں اختلاف رائے معیوب نہیں، مگر ایسی غلط فہمی نہ ہو جس کا اثر یہاں تک پہنچ جائے کہ مجاہدین کمپنی سے سازش رکھتے تھے۔ یہ ہمارا خیال ہے۔ یہ فقرہ ہم عرب انقلابیوں کے لیے تو استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کا وہ لوگ اعتراف کرتے ہیں۔ ہم تو ہندی اور عربی انقلابیوں میں یہی فرق قرار دیتے ہیں کہ کمپنی عربوں کی امداد کرتی رہی۔ اور ہندیوں سے اس کا مقابلہ تھا۔ واللہ المستعان

۲۶ مارچ سنہ ۹۴۳ ہندی — عبیداللہ سندھی

(۲)

محترم المقام! زید مجدہ

سلام مسنون! آپ تنقید لکھ رہے ہیں۔ مبارک ہو۔ افکار اسی طرح صاف ہوتے ہیں۔ آپ کو مطالعہ میں مدد دینے کے لیے رلٹ ایک خط لکھ چکا ہوں، وہ حضرت مولانا سید صاحب[۱] کے توسط سے آپ کو ملے گا۔ یہ دوسرا عریضہ براہ راست لکھ رہا ہوں۔

(۱) آپ نے مولانا ولایت علی کا مجموعہ دیکھ لیا ہے۔ غور سے مطالعہ کیجیے۔ مولانا[۲]، سید صاحب (امیر الشہید) قدس اللہ سرہٗ العزیز کو "مہدی متوسط" نہیں بنا رہے۔

(۲) اسمش[۳] میں ایک مجموعہ اربعین احادیث ہے جو سرتاپا موضوع ہے۔ وہ عام لوگوں کو نہیں دکھلایا جاتا۔ پنجاب کے کسی مطبع میں چھپوایا ہے۔ اس میں ایسی حدیثیں بھی درج ہیں کہ مہدی پشاور کے شمالی کوہستان میں ملے گا۔ نواب صاحب[۴] نے اسی مجموعہ کا ذکر کیا ہے۔

(۳) کیا سوانح[۵] احمدیہ کا مصنف امیر الشہید کو انگریزی رعایا بنا کر پیش کرتا ہے، اس سے یہ اچھا نہیں ہو گا کہ

---

[۱] مولانا سید سلیمان ندوی کی طرف اشارہ ہے۔ [۲] مولانا سے مراد مولانا ولایت علی ہیں۔

[۳] آزاد قبائل کے علاقے میں مجاہدین کا مرکز۔ [۴] یعنی نواب صدیق حسن خان مرحوم [۵] تواریخ عجیبہ یا سوانح احمدی مولانا محمد جعفر تھانیسری کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کتاب کی سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وہ اپنی تحریک کے ڈکٹیٹر تھے، غلطیاں ہوئیں، مگر اماموں اور ڈکٹیٹروں کی سی غلطیاں ہیں۔ گرتے ہیں شاہ سوار ہی میدانِ جنگ میں۔ آپ مجھے ایسا خیال کریں کہ دنیا کے لادینی ڈکٹیٹروں کے مقابلہ میں آنا چاہتا ہوں یا متدین نوجوانوں کو ان کے مقابلہ کی ہمت افزائی کرتا ہوں۔ ہمارے متدین نوجوان کس راستہ سے آگے بڑھیں۔ وہ راستہ بتاتا ہوں۔ عزیزوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ غلطیوں پر متنبہ کریں ذرا اصلاح کر لوں گا۔ مگر خدا کے لیئے جمود چھوڑیں۔ آگے بڑھیں۔

میرا تجربہ ہے ہم اگر دلی کے بادشاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں تو کابل، قسطنطنیہ وغیرہ ممالک میں کہیں بار نہیں پاتے۔ یہ بادشاہ ہمارے ہیں، ان کے غلط کاروں کی غلطیاں پکڑنا ہمارا فرض ہے۔ اپنے گھر میں پاؤں ٹکانے کے لیے جگہ نکالیے، پھر مسلمانوں سے ملیے ان سے سیکھیے، اگر کوئی مفید بات آپ نے بزرگوں سے محفوظ کر لی ہے تو دنیا کو تعارف کرائیے۔

کیا آج یورپین مفکرین کے مقابلے میں آپ اپنا مفکر پیش کر سکتے ہیں، کیا ان ڈکٹیٹروں کی دنیا میں آپ اپنا ڈکٹیٹر اپنے لیے امام بنا کر آگے بڑھ سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کی تنقید مجھے ہمت دلائے کہ صحیح بات زیادہ صاف لفظوں میں لکھ سکوں۔ اللہ رب العزۃ ہم پر رحم کرے۔ کاش ہم کبھی مل بیٹھتے اور تدریجی انقلاب کی سیڑھیاں جس طرح ہم نے طے کی ہیں، آپ کو ان کا پتہ نشان بتلاتے۔ فیصلہ آپ کا دیا زیادہ صحیح ہوگا جس میں ہر قسم کے معلومات سامنے آجائیں۔

عربک کالج کی اسکیم ذاتی مطالعہ کے لئے بھیجتا ہوں۔ والسلام

۲۶، مارچ ۱۹۴۳ء ہندی　　دارالرشاد　　عبیداللہ سندھی

(۳)

مکرمی المحترم! سلام مسنون۔

کل اپریل کا معارف ملا۔ اس سے پہلے ایک پمفلٹ "البرہان" کو بھیج چکا ہوں جس میں

رسول مہر نے معنف نے نہ صرف بعض غلط نتائج نکالے بلکہ مزعومہ اور نہایت غلط نتائج نکالنے کے لیے حضرت سید احمد شہید کے خطوط میں تحریف کر ڈالی۔ ناقد مولانا مسعود عالم ندوی کی اس پہلو پر نظر نہ تھی۔ مولانا سندھی کا اشارہ اسی طرف ہے۔ مولانا نے اس مقام پر مندرجہ ذیل حاشیہ بھی لکھا ہے۔ "سوانح احمدی کا مصنف امیر شہید کا تعلق امام عبدالعزیز سے کاٹنا چاہتا ہے غور سے مطالعہ کیجیے۔ چالاک مصنف غیر مسلم ہیں ان کی نہیں یا ان کے اقتباس عربی رسالوں میں پڑھ چکا ہوں، مکہ معظمہ کے دورانِ قیام میں۔ فقط" مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے اپنی محققانہ تصنیف "سید احمد شہید" میں تھانیسری مرحوم کی اس افسوس ناک جسارت پر متعدد مقامات پر بہ تفصیل لکھا ہے۔ (ا۔س۔ش)

بعض مجملات کی قدرے تفصیل ہے۔ اس میں حضرت سید صاحب کے مشورے کا خیال رہا ہے مگر بیمار ہوں اور کوئی کتاب بھی پاس نہیں اس لیے مختصر آیاد داشت کے طور پر لکھنا پڑا۔ اجماع کی تفسیر میں آپ ازالۃ الخفاء میں مذہب عمر کا رسالہ بلکہ اس رسالہ کا مقدمہ دو صفحے ضرور دیکھ لیں۔

امام شوکانی زیدی امیر یا امام کے قاضی رہے ہیں۔ ایک امیر کے وفات پر اس کے جانشین امام سے پہلے خود بیعت کی اور پھر عوام سے امام کے نام پر بیعت لینے کا واسطہ بنے۔ کیا کوئی غیر زیدی یہ وظیفہ ادا کر سکتا ہے، ہمارا مطلب اس بحث سے امام شوکانی کی توہین نہیں، جیسا کہ سمجھا جاسکتا ہے۔ بلکہ ہم نے ایک ایسا طائفہ دیکھا۔ جو حنفیہ کو مشرکین کے درجہ پر مانتا ہے اور ہم ان کے ساتھ مدارات پر مجبور ہیں۔ انھیں لوگوں کو اپنی غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے ہم نے زیدیت کی بحث چھیڑی تھی۔ کیا حنفیت زیدیت سے بھی زیادہ قابل انکار ہے؟ زیدیہ میں سے ایک محقق اہل السنۃ کے لیے قابل تقلید مل سکتا ہے۔ تو دیوبندی حنفیہ میں کیوں اس قسم کے عالم مستثنیٰ نہیں کیے جاتے۔ یہ واقعات مکہ معظمہ میں پیش آئے۔ اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس مخمصے سے ہمیں نجات ملی۔ ورنہ وہ لوگ ہمارے اخراج کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ ہمارا یہ زمانہ ایسا تھا کہ ہم اپنے سیاسی انہماک کے غلبہ میں اسلامی فرقوں کی امتیازی چیزوں پر غور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن واقعات کی مجبوری سے بقدر ضرورت حصہ لینا پڑا۔ اب ہند میں معاملہ بالکل نئی صورت میں پیش ہو رہا ہے "گاندھی ازم" کے مقابلے میں ہمیں ایک فلاسفر پیش کرنا ضروری ہے۔ کیا ڈاکٹر اقبال کافی ہے۔ ڈاکٹر نٹشے کو مانتا ہے تو علامہ مشرقی ڈاروِن کو، میں گاندھی کے متبعین کے ڈر سے ان حضرات پر جرح بھی نہیں کرنا چاہتا۔ مگر ان کی تقلید بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں نے اپنے لیے مخلص "امام ولی اللہ کی فلاسفی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ اسے آہستہ آہستہ پیش کر رہا ہوں۔

کیا امام ولی اللہ سیاسی متبوع بھی ہیں یا ان کی محض فکری بلند پروازی تھی۔ میں اپنے دیوبندی اسانید کی بنیاد پر ان کے سیاسی متبعین کا تسلسل قائم کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ بیماری اور پریشان حالی سے غلطیاں بھی صادر ہوتی رہیں گی۔ حسب الامکان اصلاح کرتا رہوں گا۔ ورنہ امید رکھتا ہوں کہ معاف کر دیا جاؤں گا آپ فراخ دلی سے تنقید کریں۔ ہم آپ کی جماعت سے علیحدگی اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ ہمارے اغلاط کی ذمہ داری آپ لوگوں پر عائد نہ ہو، میں تو اس قدر کمزور ہو چکا ہوں کہ جنھیں میں اپنا سمجھتا ہوں وہ بھی منہ نہیں لگاتے۔ اس لیے ع

اور دل پہ کیوں نزول بلا اپنے ساتھ ہو اب ہم مکان شہر سے باہر بنائیں گے

ازولی۔ حیدرآباد

کا معاملہ ہے۔ والسلام

۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء ہندی بیت الحکمۃ۔ دارالرشاد عبیداللہ سندھی

(۴)

مکرمی! سلام مسنون

آپ کا کارڈ ملا۔ میرے خطوط پرائیویٹ ہیں۔ محض آپ کو مطالعہ کے لیے متوجہ کرنا منظور ہے۔ رائے بدلنے کی کوشش یا پبلک میں مرافعہ منظور نہیں۔ اگر خدا کو منظور ہے اور ہم کبھی مل بیٹھے تو بہت سے معاملات پر مذاکرات کر سکتے ہیں۔ اس وقت میں بیمار ہوں، زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔

تمام رفقا، محترم سلام مسنون قبول فرمائیں۔ والسلام

۲۳ مئی ۱۹۴۳ء ہندی دارالرشاد۔ گوٹھ پیر جھنڈا عبیداللہ سندھی

(۵)

مکرمی المحترم زید مجدہ!

سلام مسنون۔ آج معارف دیکھا کل "برہان" دیکھ چکا تھا آپ کو وحدۃ الوجود کا فلسفہ سمجھنے میں لمبے مطالعہ کی ضرورت ہے اگر کبھی ملاقات ہوئی تو کتابوں سے نشان دہی کر کے توسیع مطالعہ کے لیے راستہ بنانے میں مدد دوں گا۔ ہم نے امام ولی اللہ کی حکمت کے تعارف میں کچھ اشارات لکھے ہیں بالفعل ان پر توجہ فرمائیے۔ آپ کو شبہ ہے کہ میں نجد و یمن اور زیدیت اور تشیع میں شاید اچھی طرح فرق نہیں کر سکتا میں بارہ سال عرب میں رہا ہوں۔ یمن اور نجد کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ہمارے ملک میں نواب صاحب کے اعوان یمن سے تعلق رکھتے ہیں اور میاں صاحب کے شاگردوں میں غزنوی (امرتسری) خاندان نجد سے وابستہ ہے۔ یہ دونوں مرکز امام ولی اللہ کو مانتے ہوئے ائمہ یمن اور نجد کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ کمپنی بہادر کے زمانے میں یمن کے شیعہ علما آتے رہے۔ وہ اپنے ادبی کمالات سے ہند کو متاثر کرتے رہے اور امام ولی اللہ کے فکر کے سخت مخالف تھے۔ اس کے بعد نواب صدیق حسن سے قدرے پہلے مولوی عبدالحق ہند میں ایک مرکزیت کے مالک بن جاتے ہیں اور وہ زیدی ہیں، امام ولی اللہ کے فکر سے ہٹاتے ہیں۔ پھر نواب صاحب نے قاضی شوکانی سے اتصال پیدا کیا، امام ولی اللہ کے مسلک سے مخالف دعوت شروع کر دی۔ براہ مہربانی ان معمولی معاملات کو اہمیت نہ دیا کریں۔

مولانا شہید کو امام ولی اللہ سے علیحدہ فرض کرنے کی غلطی سے پرہیز کریں، مولانا شہید کی کتابوں کا گہرا مطالعہ

ضروری ہے ۔

آپ کا کارڈ مورخہ ۶ مئی ملا ۔ شکریہ ! یہ خط وکتابت محض 'دوستانہ' ہے اور پرائیویٹ ۔ والسلام

۱۴، اگست ۹۴۳ھ ہندی گوٹھ پیر جھنڈا ۔ ضلع حیدرآباد سندھ عبیداللہ سندھی

(۶)

بجناب مولانا مسعود عالم صاحب ندوی دام عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اس وقت بستر علالت پر ہیں، چند دن تک ان کی حالت نہایت تشویشناک رہنے کے بعد اب پھر اللہ کے فضل سے رُو بصحت ہے۔ کل آں ممدوح نے آپ کا استدراک' جو آپ نے ان کی تاریخ تحریک ولی اللہ محدث دہلویؒ پر ماہ فروری تا مئی ۹۴۴ھ ہندی میں "معارف" میں شایع کرایا تھا، پڑھوا کر سنا اور آج مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حضرت مولانا کی طرف سے تحریر کروں کہ

" ہم شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی دعوت کو اسلام میں اول درجے کی چیز مانتے ہیں، ان کے بعد امام ولی اللہ کی تحریک کو دوسرے درجے کی دعوت کا مقام دیتے ہیں"۔ آج کل ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟ اس کے متعلق ہم نے اطمینان کے ساتھ امام ولی اللہ کی تابعداری میں اپنا پروگرام (PROGRAMME) بنالیا ہے، اب ہم اس میں کسی دوسرے پروگرام (PROGRAMME) کو تداخل کا موقع دینا نہیں چاہتے۔ براہ مہربانی ہمیں معاف فرمائیں"۔ فقط والسلام

المخلص بشیر احمد بی۔ اے

معتمد خصوصی حضرت مولانا عبیداللہ صاحب سندھی

(۷) سرور شاہ گیلانی

بخدمت شریف سرور شاہ گیلانی، مکرمی المحترم : زید مجدہ'

سلام مسنون ! آپ کا عنایت نامہ ملا ۔ دو تین بار پڑھا۔ نہایت مسرت ہوئی ۔

میں جس وقت کراچی آیا، ضرور ملوں گا اور مفصل باتیں کرنے اور تبادلہ خیالات سے قابل عمل راہ ضرور نکل آئیگی

تنظیم مساجد ہمارا بھولا ہوا خواب ہے ۔ محترم جی ایم سید نے ہمیں بھی وہ سرکلر بھیجا تھا۔

میں آپ سے ملنے کا متمنی ہوں ۔ انشاءاللہ جس کے لیے عنقریب موقع ملے گا ۔ والسلام

۸، ستمبر ۹۴۳ھ ہندی دارالرشاد عبیداللہ سندھی